# ادب القاضی

علامہ صدر شہید (م ۵۳۶ھ) ترجمہ جناب سعید احمد

۱۔ ادب القاضی سے روشناسی حاصل کرنے کے لئے یہ ضروری ہے کہ لغت اور شرع میں قضاء کا مفہوم معلوم کیا جائے پھر قاضی کی اہلیت، منصب قضاء پر کس کی تقرری جائز ہے اور کس کی جائز نہیں اور منصب قضاء قبول کرنے کے جواز کے بارے میں معلومات ہوں۔

## قضاء کے معنی:

۲۔ لغت میں قضاء کا لفظ درج ذیل معانی کے لئے آتا ہے:

اللزوم (لازم ہونا): حاکم کو قاضی اس لئے کہا جاتا ہے کہ وہ اپنے احکام لوگوں پر لازم کرتا ہے۔

التقدیر (متعین کرنا): کہتے ہیں "قضی علی فلان بالنفقة"، یعنی اس نے نان ونفقہ فلاں کے ذمہ مقرر کر دیا۔

الامر (حکم دینا): فرمان الٰہی ہے:

وَقَضٰی رَبُّکَ اَنْ لَّا تَعْبُدُوْا اِلَّا اِیَّاہُ (۱) تمہارے رب نے حکم دیا ہے کہ صرف اسی کی عبادت کرو۔

عرفِ شرع میں قضاء سے مراد ہے فصل الخصومات، یعنی تنازعات اور معاملات میں پیش آنے والے جھگڑوں کو طے کرنا۔

## اہلیت قضاء:

۳۔ جہاں تک اہلیت قضاء کا تعلق ہے تو قاضی بننے کا اہل وہ شخص ہو سکتا ہے جو کتاب وسنت کا عالم ہو اور مجتہد فی الرائی (یعنی اجتہاد کی اس حد تک صلاحیت ضرور رکھتا ہو کہ فقہی امور میں کوئی رائے قائم کر سکے) ہو، اس شخص کو منصب قضاء سپرد نہیں کرنا چاہئے جو کتاب وسنت کا عالم اور مجتہد فی الرائی نہ ہو، یہ بات نص اور عقل دونوں سے ثابت ہے:

---

۱۔ الاسراء:۲۳۔

۴۔ نص سے اس طرح ثابت ہے کہ مروی ہے جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ(۱) کویمن کا قاضی بنا کر بھیجا تو آپ نے ان سے پوچھا۔

**بم تقضی یا معاذ؟ قال : بکتاب اللہ تعالیٰ قال : فان لم تجد؟ قال بسنة رسوله قال فان لم تجد؟ قال : اجتهد فی ذٰلک رأی فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم : الحمدللہ الذی وفق رسول رسوله لما یرضی به رسوله۔(۲)**

''معاذ! کس طرح فیصلے کرو گے؟ انہوں نے جواب دیا کتاب اللہ کی روشنی میں، پھر آپ نے پوچھا اگر اس میں کوئی حکم نہ پاؤ؟ تو انہوں نے جواب دیا پھر سنت رسول اللہ کی روشنی میں، پھر آپ نے پوچھا کہ اگر یہاں بھی تمہیں کوئی حکم نہ ملے؟ تو انہوں نے جواب دیا پھر اپنی رائے سے اجتہاد کروں گا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ''شکر ہے اس ذات باری کا جس نے اپنے رسول کے قاصد کو اس امر کی توفیق بخشی جس سے اللہ کا رسول راضی اور مطمئن ہے۔''

۵۔ عقلاً اس لئے کہ قاضی حق وانصاف کے مطابق فیصلہ کرنے کا پابند ہے، فرمان الٰہی ہے:

**یَا دَاوٗدُ اِنَّا جَعَلْنَاکَ خَلِیْفَةً فِی الْاَرْضِ فَاحْکُم بَیْنَ النَّاسِ بِالْحَقِّ۔(۳)**

---

۱۔ حضرت معاذ بن جبل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک جلیل القدر صحابی ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تمام غزوات میں شریک ہوئے۔ ۱۸ھ میں طاعون عمواس کے حادثہ میں اردن میں فوت ہوئے۔ اس وقت ان کی عمر ۳۳ سال تھی، ان کی سوانح حیات کے لئے دیکھئے: المعارف (عکاشہ) ۲۵۴، مشاہیر علماء الامصار : رقم ۳۲۱، الاستیعاب : ۳/۳۳۵۔ ۳۴۱، اسد الغابة : ۵/۱۹۴۔ ۱۹۷ (۴۹۵۳)، تذکرۃ الحفاظ : ۱/۱۹ (۸) الاصابة : ۳/۴۰۶۔ ۴۰۷ (۸۰۳۹)، تہذیب الاسماء واللغات : ق ۱، ج ۱، ص ۹۸۔

۲۔ دیکھئے سنن ابی داؤد (الاقضیة) : ۳/۳۰۳ (۳۵۹۲)، سنن الترمذی (الاحکام) : ۲/۳۹۴ (۱۳۴۲) سنن الدارمی (المقدمة) : ۱/۵۵ (۱۷۰)، مسند امام احمد : ۱/۳۷، ۵/۲۳۰، ۲۳۶، ۲۴۲، جامع الاصول : ۱۰/۵۵۱ (۷۶۵۱)، تخریج احادیث اصول البزدوی: ص ۱۵۵، مطبع نور محمد کراچی، جمع الفوائد ۱/۶۸۵ (۴۹۲۳)۔

۳۔ ص ۲۶۔

(اے داؤد! ہم نے آپ کو ملک میں خلیفہ بنایا ہے تو لوگوں کے معاملات کا حق و انصاف کے ساتھ فیصلہ کیا کریں)۔

حق و انصاف کے ساتھ وہی شخص فیصلہ کرسکتا ہے جو کتاب وسنت کا عالم ہو اور مجتہد فی الرائے ہو، کیونکہ حوادث زمانہ تو لامحدود ہیں مگر نصوص تھوڑی تعداد میں ہیں۔ ہر پیش آمدہ معاملہ میں قاضی کو (تنازعات میں) فیصلہ کن نص نہیں ملے گا، اس کو نصوص سے مفہوم و معنیٰ استنباط کرنے کی ضرورت پڑے گی، یہ تب ممکن ہے جب وہ اجتہاد سے واقف ہو۔

اجتہاد اس وقت قابل حجت ہے جب وہ کتاب وسنت کے خلاف نہ ہو، اور کتاب وسنت کی عدم مخالفت تب ہی ممکن ہے جب کہ وہ کتاب وسنت کا عالم ہو، اس لئے کتاب وسنت سے آگاہی اس کے لئے شرط قرار پائی۔

امام خصاف رحمہ اللہ نے ایک اور شرط کا بھی اضافہ کیا ہے کہ قاضی عادل بھی ہو، یہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا نقطہ نظر ہے۔(۱) امام شافعی کے نزدیک (قاضی کے لئے) عدالت کی شرط ایک لازمی شرط ہے، حتیٰ کہ اگر کسی نے قضاء کا عہدہ سنبھالا ہو اور وہ عادل نہیں تو وہ قاضی نہیں ہوسکتا اور نہ ہی اس کے فیصلوں کا نفاذ عمل میں لایا جائے گا۔

امام خصاف نے عدالت کی شرط کو اولیت و افضلیت کے درجہ میں رکھا ہے، یعنی بہتر یہی ہے کہ قاضی عادل ہو، جیسا کہ بہتر یہی ہے کہ قاضی کسی فاسق کی شہادت پر فیصلہ نہ دے، تاہم اگر وہ کسی فاسق کی شہادت پر کوئی فیصلہ دے دے تو وہ بہرحال نافذ العمل ہوگا، اس طرح بہتر یہی ہے کہ منصب قضاء کسی فاسق کو تفویض نہ کیا جائے مگر اس کے باوجود اگر کوئی فاسق اس منصب پر مقرر کیا جا چکا ہو تو وہ قاضی ہی گردانا جائے گا اور اس کا فیصلہ نافذ العمل ہوگا۔

## منصب قضاء قبول کرنا کس حکومت میں جائز ہے؟

۶۔ منصب قضاء عادل حکمران کی حکومت اور ظالم حکمران کی حکومت دونوں میں قبول کیا جا سکتا ہے، عادل حکمران کی حکومت میں تو اس لئے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو یمن کا قاضی بنایا اور حضرت عتاب بن اسید(۲) کو مکہ مکرمہ کا حاکم مقرر کیا

---

۱۔ کتاب الام: ۶۔ ۲۰۷، المختصر: ۵/۲۴۲، ادب القاضی (ماوردی): ۱/ ۶۱۸ (۱۵۰۳)۔

۲۔ عتاب بن اسید بن ابی العیص، ان کی کنیت ابو محمد ہے رسول اللہ (ﷺ) کے ایک جلیل (باقی آگے)

☆الاصل براۃ الذمہ ☆ بنیادی طور پر ذمہ سے بری ہونا مقصود ہے ☆

تھا۔(۱) جہاں تک غیر عادل حکمران کی حکومت کا تعلق ہے تو اس کی دلیل یہ ہے کہ صحابہ کرام نے حضرت امیر معاویہ کی جانب سے ذمہ داریاں قبول کی تھیں، جب کہ حضرت علی کے ساتھ انکے اختلافات واضح ہو چکے تھے اور وہ یہ بھی جانتے تھے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ حق پر ہیں۔

بایں ہمہ ظالم حکمران کی طرف سے منصب قضاء قبول کرنا اسی وقت صحیح ہوگا جب یہ امکان موجود ہو کہ اس کی حکومت میں عدل و انصاف کے ساتھ فیصلے کئے جاسکیں گے، اگر اس کی حکومت میں عدل و انصاف کا امکان نہیں تو اس کی حکومت میں قاضی کا عہدہ قبول کرنا صحیح نہیں ہے، حضرت حکم بن عمرو الغفاری (۲) سے روایت ہے: "**انه أتاه كتاب معاوية وفيه ان أمير المؤمنين يأمرك ان تصطفى له**" کہ ان کے پاس حضرت معاویہ کی جانب سے ایک خط موصول ہوا جس کے مندرجات یہ ہیں:

---

(بقیہ): القدر صحابی ہیں، فتح مکہ کے دن اسلام قبول کیا، رسول ﷺ نے ان کو فتح مکہ کے سال یعنی ۸ھ میں مکہ کا حاکم مقرر کیا تھا (جب کہ آپ غزوہ حنین سے واپس تشریف لائے یا اس طرف روانہ ہونے والے تھے)۔ اس وقت ان کی عمر بیس سال سے کچھ زائد تھی، انہوں نے اس سال لوگوں کو حج کرایا، حضرت ابوبکر صدیق نے اپنی وفات تک ان کو بطور حاکم مکہ برقرار رکھا تھا، واقدی کے بیان کے مطابق حضرت عتاب اس دن فوت ہوئے جس دن حضرت ابوبکر صدیق کی وفات ہوئی۔ حضرت عتاب کی اولاد بھی اس طرح کہتی ہے۔ محمد بن سلام کہتے ہیں کہ جس دن حضرت عتاب کو دفن کیا گیا اس دن حضرت ابوبکر صدیق کی وفات کی خبر یہاں پہنچی تھی، آپ ایک صالح اور پارسا انسان تھے۔ سوانح حیات کے لئے دیکھئے: الاستیعاب: ۳/۱۵۳۔۱۵۴، اسد الغابۃ: ۳/۵۵۶ (۳۵۳۲)، الاصابۃ ۲/۴۴۴ (۵۳۹۳)، نسب قریش (مصعب زبیری): ۱۸۷، تہذیب الاسماء واللغات، ق ۱، ج ۱، ص ۳۱۸، المعارف: ۲۸۳۔

۱۔ تلخیص الحبیر: ۲/۲۵ (۱۲۰۲)، السنن الکبری: ۵/۳۱۳، الکافی الشافی فی تخریج احادیث الکشاف: ۱۰۱ (۳۰۲)۔

۲۔ حکم بن عمرو الغفاری رافع بن عمرو کے بھائی ہیں، یہ دونوں بھائی اپنے آپ کو غفار کی طرف منسوب کرتے تھے، دونوں رسول اللہ ﷺ کے صحابی ہیں، دونوں نے رسول اللہ ﷺ سے احادیث روایت کی ہیں اور دونوں بصرہ میں قیام پذیر تھے، حضرت حکم سے حسن بصری، ابن سیرین اور ابوشعثاء وغیرہ نے حدیث کی روایت کی ہے، زیاد نے ان کو خراسان کا حاکم مقرر کیا تھا، ۴۵ھ میں وہیں ان (باقی آگے)

''امیر المؤمنین تمہیں حکم دیتے ہیں کہ زرد اور سفید اشیاء (سونا چاندی) چھانٹ کر میری طرف بھیج دی جائیں'' تو حضرت حکم بن عمرو نے فرمایا اللہ تعالیٰ کی کتاب امیر المؤمنین (حضرت معاویہؓ) کے مکتوب پر فوقیت رکھتی ہے۔ پھر قرآن مجید کی یہ آیت پڑھی:

وَاعْلَمُوْا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّنْ شَیْءٍ فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَه‘۔(۱)

(جان رکھو جو چیز تم جنگ میں بطور غنیمت حاصل کرو تو اس کا پانچواں حصہ اللہ تعالیٰ کے لئے ہے)۔

اس کے بعد منبر پر کھڑے ہو کر ارشاد فرمایا:

لوگو! مجھے امیر المؤمنین کا خط موصول ہوا ہے جس میں انہوں نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں زرد اور سفید اشیاء (سونا چاندی) ان کے لئے منتخب کرلوں، مگر اللہ تعالیٰ کی کتاب کو امیر المؤمنین (معاویہ) کے خط پر برتری حاصل ہے، میں مال غنیمت کو تمہارے درمیان تقسیم کرتا ہوں، تم میں سے ہر شخص کھڑا ہو اور اپنا حق وصول کرے، پھر فرمایا: ''یا اللہ! میری جان اپنے قبضے میں لے لے۔'' اس کے بعد وہ تھوڑا عرصہ ہی زندہ رہے۔(۲)

## اپنی مرضی سے منصب قضاء قبول کرنے کا جواز:

۷۔ جہاں تک منصب قضاء قبول کرنے کا تعلق ہے تو اس بارے میں فقہاء کا اختلاف ہے، بعض فقہاء کے نزدیک یہ منصب اپنی مرضی سے قبول کیا جا سکتا ہے کیونکہ انبیاء و رسل اور خلفاء راشدین نے اس منصب کو اپنایا تھا، علاوہ ازیں خلفاء راشدین کی نیابت (کے پیش نظر) اور حدود اللہ کو قائم کرنے کے لئے اپنی مرضی سے اس منصب کو قبول کرنے کا جواز ہوسکتا ہے۔

---

(بقیہ): کی وفات ہوئی، سوانح حیات کیلئے دیکھئے: الاستیعاب: ۱/۳۱۳۔۳۱۵، اسد الغابۃ: ۲/۴۰ (۱۲۲۳)، الاصابۃ: ۱/۳۴۵۔۳۴۶ (۱۷۸۴) تقریب التہذیب: ۱/۱۹۲ (۴۹۷)۔

۱۔ الانفال: ۴۱۔

۲۔ الاستیعاب: ۱/۳۱۴۔۳۱۵، طبقات ابن سعد: ۷/۱/۱۸۔

☆من استعجل الشئی قبل اوانه عوقب بحرمانه☆

بعض حضرات کا خیال ہے کہ منصب قضاء اگر قبول کرنا پڑ جائے تو مجبوراً قبول کیا جائے، اس کی دلیل یہ روایت ہے "انہ دعی الی القضاء ثلاث مرات فابی حتی ضرب"(۱) امام ابو حنیفہ کو عہدہ قضاء کے لئے تین مرتبہ پیش کش کی گئی تھی مگر انہوں نے ہر مرتبہ انکار کر دیا اور ہر مرتبہ ان کو تیس کوڑے لگوائے جاتے، تیسری مرتبہ انہوں نے فرمایا کہ میں اپنے ساتھیوں سے مشورہ کر لوں انہوں نے امام ابو یوسف سے مشورہ کیا، امام ابو یوسف نے کہا اگر آپ کے ہاتھ میں قضاء ہو گی تو اس سے عوام الناس کو فائدہ پہنچے گا، امام صاحب نے غضب ناک ہو کر کہا: أرأیت لو امرت ان اعبر البحر سباحة اکنت اقدر علیه و کانی بک قاضیاً ۔ "تمہارا کیا خیال ہے کہ اگر مجھے دریا تیر کر عبور کرنے کے لئے کہا جائے تو کیا میں ایسا کر سکوں گا؟ مجھے لگتا ہے کہ تم ایک دن قاضی بن کر رہو گے۔"

ایسے ہی امام محمد کے بارے میں روایت ہے: انہ دعی الی القضاء فأبی حتی قید (۲) امام محمد کو عہدہ قضاء کی دعوت دی گئی تو انہوں نے انکار کر دیا حتیٰ کہ ان کو قید کر دیا گیا۔ بالآخر انہوں نے مجبوراً یہ عہدہ قبول کیا۔

صحیح یہ ہے کہ اپنی مرضی سے منصب قضاء قبول کرنے میں اجازت ہے لیکن عزیمت یہ ہے کہ اس سے پرہیز ہی کیا جائے، جہاں تک اجازت کا تعلق ہے ہم اس بارے میں پہلے بیان کر چکے ہیں، اس منصب سے پرہیز عزیمت ہے اس کے دو سبب ہیں:

---

۱۔ مناقب امام اعظم (موفق): ۱/۱۶۲، ۲۰۲، ۲۰۵، مناقب امام اعظم (امام کردری): ۱/۱۷۸، ۲۰۴، ۲۳۱۔۲۳۴، جامع مسانید امام ابو حنیفہ: ۱/۳۸، مناقب امام ابو حنیفہ از ذہبی (تحقیق الکوثری): ص ۱۶۔۱۷، تلخیص الحبیر: ۴/۱۸۶، شرح ابی الطیب الطبری المختصر المدنی: مخطوطہ، ج ۱۰ ورقہ ۱۳۸ ب، ادب القضاء (ابن ابی الدم): دارالکتب المصریۃ قاہرۃ رقم ۱۲ فقہ حنفی، ورقہ ۳ آ، نصب الرایت: ۴/۶۵، الدرایۃ: ۲/۱۶۶، اخبار القضاۃ: ۱/۲۶، المبسوط: ۱۶/۶۹، الفتاویٰ الہندیۃ: ۳/۳۱۱، فتح القدیر ۵/۴۶۰، تہذیب الاسماء واللغات: ۲/۲۱۸، المستطرف: ۱/۹۷، الفتاویٰ البزازیۃ: ۵/۱۳۲، بدائع الصنائع: ۹/۴۰۸۱۔

۲۔ مناقب امام ابو حنیفہ وصاحبیہ (ذہبی، تحقیق محمد زاہد الکوثری و ابو الوفاء الافغانی): ص ۵۵، الجواہر المضیۃ: ۲/۴۴، نصب الرایۃ: ۴/۶۵، الدرایۃ: ۲/۱۶۶، الفتاویٰ الہندیۃ: ۳/۳۱۱، فتح القدیر: ۵/۴۶۰

اولاً: قاضی حق و انصاف کے ساتھ فیصلہ کرنے کا پابند ہے، ہوسکتا ہے وہ شروع شروع میں تو حق و انصاف کے ساتھ فیصلے کرے لیکن بعد میں منصفانہ نہ کرے۔

ثانیاً: قضاء سے عہدہ برآ ہونے کے لئے اسے دوسروں کی معاونت مطلوب ہو گی، ہوسکتا ہے کہ دوسرے لوگ اس کی صحیح معاونت نہ کریں۔ (جاری ہے)


مجلسِ ادارت مجلہ فقہ اسلامی کو

فقہِ اسلامی کی مثالی خدمت اور

کامیاب اشاعت کے پانچ سال مکمل کرنے پر مبارک باد

☆ ☆ ☆ ☆

مکتبہ فیض القرآن شاپ نمبر ۱۲ قاسم سنٹر، اردو بازار ۔ کراچی

اسکالرز اکیڈمی کی تمام مطبوعات ہمارے ہاں دستیاب ہیں

دیگر ہر قسم کی دینی کتب کے حصول کے لئے ہم سے رجوع فرمائیں۔



مغربی فکر و فلسفہ کا تحقیقی و تنقیدی جائزہ

ماہنامہ ساحل کراچی میں پڑھئے ........ شمارہ جنوری ۲۰۰۵

ڈاکٹر جاوید اکبر انصاری کے چند فکر انگیز مضامین

سرمایہ داری اور سرمایہ دارانہ نظام کیا ہے؟

سرمایہ دارانہ شخصیت کے اجزائے ترکیبی

مغرب اور اسلام کا تصور خیر اور حق

فلسفہ جمہوریت کا محاکمہ، مغربی استعمار اور امت مسلمہ کی ذمہ داری


☆اعمال الکلام اولی من اھمالہ☆ کلام پر عمل کرنا اسے مہمل چھوڑنے کی نسبت اولی ہے ☆